مستفتی

ATTENTION: JUSTICE TAQI USMANI FAX 5040234

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

مکرمی و محترمی جناب مفتی تقی عثمانی صاحب

درج ذیل تفصیلات کو مد نظر رکھتے ہوئے فتوی عنایت فرمائیں۔

حکومت کا ایک حساس سرکاری ادارہ ہے۔ اس کے دفاتر تحصیل سطح کے شہر سے تقریباً دس بارہ کلو میٹر دور پہاڑی دیہاتی علاقہ میں ہیں جہاں عام لوگوں کا داخلہ ممنوع ہے۔ دفاتر کام کی نوعیت کے اعتبار سے ایک دوسرے سے ایک سے دو یا تین کلو میٹر کے فاصلے پر واقع ہیں۔ دفاتر تقریباً چار کلو میٹر کے دائرے میں پھیلے ہوئے ہیں جن میں مختلف جگہوں پر تین مساجد ہیں جن میں سے ایک نئی تعمیر شدہ مسجد میں باقاعدہ امام بھی مقرر ہیں جہاں پنج وقتہ نماز باجماعت نہیں ہوتی بلکہ صرف دفتری اوقات میں جماعت ہوتی ہے یا اگر کبھی چھٹی کے دن یا دفتری اوقات کے علاوہ کچھ ملازمین کام کی وجہ سے موجود ہوں تو بھی باجماعت نماز ہو جاتی ہے۔ پرانی دو مساجد میں سے ایک میں اہلحدیث حضرات جمعہ پڑھاتے ہیں جس وجہ سے بعض لوگ وہاں جمعہ پڑھ لیتے ہیں۔ بعض افراد قریبی شہر (تقریباً 12, 10 کلو میٹر دور) جاکر جمعہ پڑھتے ہیں اور بعض افراد وہاں دفاتر میں نماز کی مقررہ جگہوں پر ظہر کی باجماعت نماز ادا کرتے ہیں۔

ملازمین کی اکثریت (جن کی تعداد تقریباً 500 ہے) روزانہ سرکاری ٹرانسپورٹ پر دور دراز بڑے شہروں (کام کرنے والی جگہ سے تقریباً 50, 40, 30 کلو میٹر کے فاصلے پر واقع) سے آتی ہے۔ اور شام کو کام کے بعد واپس سرکاری ٹرانسپورٹ کے ذریعہ ہی اپنے اپنے گھروں کو چلی جاتی ہے۔ تقریباً 50 افراد پر مشتمل سیکورٹی کا عملہ چوبیس گھنٹے شفٹ میں ڈیوٹی پر رہتا ہے۔ ان کی رہائش عارضی طور پر سیکورٹی کے کمروں میں ہوتی ہے۔ جہاں سیکورٹی کا عملہ بغیر فیملی کے رہتا ہے۔ تمام ضروریات زندگی مذکورہ بالا قریبی شہر (جو کام کی جگہ سے 12, 10 کلو میٹر کے فاصلہ پر ہے) سے پوری ہو سکتی ہیں۔ کام کی جگہ پر دکانیں/مارکیٹ وغیرہ نہیں ہیں۔

حکومت وقت نے جمعہ کو عام تعطیل ختم کر کے کام کا دن مقرر کر دیا ہے اور نماز کا وقفہ مقرر کر دیا ہے۔ مذکورہ سرکاری ادارہ کی حساس نوعیت کے باعث جمعہ کا پورا دن کام کرنا ضروری اور مجبوری ہے (اور یہ ایک مستقل حالات ہیں تاوقتیکہ حکومت جمعہ کی چھٹی دوبارہ بحال کرے جس میں کئی سال بھی لگ سکتے ہیں) اس کے بدل ہفتہ اور اتوار دو دن تعطیل قرار پائی ہے۔

بیان کردہ تفصیل کی روشنی میں باحوالہ رہنمائی فرمائی جائے کہ

الف: مذکورہ بالا کام کی جگہوں پر نئی تعمیر شدہ مسجد میں نماز جمعہ ادا کی جا سکتی ہے یا نہیں۔

ب: اگر مذکورہ بالا جگہ پر نماز جمعہ پڑھنا درست نہیں تو کیا نماز جمعہ کی اہمیت کے پیش نظر محکمہ ملازمین کو قریبی شہر لے جا کر جمعہ پڑھانے کا بندوبست کرے جو کہ عملاً محدود نماز کے وقفے میں اتنے ملازمین کو لے جانا اور واپس لانا مشکل ہوگا اور اسی طرح قریبی شہر میں ملازمین کا ایک یا زائد مساجد میں اکٹھا ہو جانا بھی سیکورٹی کے پیش نظر درست نہیں

ج: اگر محکمے کا سربراہ اس کا حکم صادر فرمادے کہ "نماز جمعہ" ادارے کی حساس نوعیت کو مد نظر رکھتے ہوئے شہر کی جائے مذکورہ بالا کام والی جگہ پر ہی پڑھ لی جائے تو کیا نماز کا فریضہ ادا ہو جائے گا؟

Scanned by CamScanner

الجواب حامداومصلیا

پچھلے دنوں پنڈی کے ایک حساس ادارہ میں نمازِ جمعہ قائم کرنے کے بارے میں ایک سوال آیا تھا، اور سوال میں اس جگہ کی پوری کیفیت لکھی گئی تھی کہ اسکے دفاتر شہر سے تقریباً دس بارہ کلومیٹر دور پہاڑی دیہاتی علاقہ میں واقع ہیں۔

ہمارے ہاں سے اسکا جو جواب لکھا گیا تھا اسکا خلاصہ یہ تھا کہ ائمہ اربعہ کی تصریحات کے مطابق اس جگہ نماز جمعہ پڑھنا درست نہیں ہے، بعد میں معلوم ہوا کہ یہ مسئلہ اسلامی نظریاتی کونسل کے سامنے بھی پیش کیا گیا ہے اور کونسل کو اسکے بارے میں مزید تحقیق مطلوب ہے اس لئے دارالعلوم کراچی کے دارالافتاء میں نئے سرے سے اس مسئلہ کو زیر بحث لایا گیا، اور احادیث نبویہ، آثار صحابہ، شروح حدیث اور کتب ائمہ اربعہ کی مراجعت سے جو نتیجہ سامنے آیا وہ حسب ذیل ہے۔

فقہ حنفی

احناف کے نزدیک نمازِ جمعہ کیلئے منجملہ دیگر شرائط کے ایک اہم شرط یہ ہے کہ وہ جگہ شہر یا فناءِ شہر ہو، یا ایسی بستی ہو جس پر قریہ کبیرہ کی تعریف یا علامات صادق آتی ہوں، اور قریہ کبیرہ کی کچھ شرائط اور علامات ہیں جن میں ایک یہ ہے کہ اس جگہ ضروریاتِ زندگی میسر ہوں جبکہ صحراء، غیر آباد علاقہ، پہاڑ اور قریہ صغیرہ یعنی ایسی بستی جس میں قریہ کبیرہ کی علامات اور شرائط موجود نہ ہوں اس میں نمازِ جمعہ درست نہیں، (عبارات فقہاء احناف صفحہ ۴ پر حوالہ نمبر ۱ تا ۸ ملاحظہ فرمائیں)

فقہ مالکی

فقہ مالکی میں اقامتِ جمعہ کیلئے حنفیہ سے بھی زیادہ کڑی شرائط ہیں، اور وہ درج ذیل ہیں۔

۱۔ استیطان یعنی وہ ایسی بستی ہو جس کو وہاں کے باشندوں کا وطن کہا جا سکے، اور وہ جگہ شہر ہو یا ایسا گاؤں ہو جس میں مکانات پتھر یا لکڑی وغیرہ کے بنے ہوئے ہوں، اور وہ مکانات بھی ملے ہوئے ہوں، یا اس طرح قریب قریب ہوں کہ اسکے رہنے والے ایک دوسرے کی ضروریات میں کام آسکیں، اور ایک دوسرے کی حفاظت میں باہم مدد کر سکیں اور وہاں اتنے افراد رہائش پذیر ہوں، کہ ان کے لئے امن کے ساتھ رہنا ممکن ہو، اور ان کی عرفی ضروریات وہیں سے پوری ہوتی ہوں، اسکے لئے وہ کسی اور بستی کے محتاج نہ ہوں، البتہ صحیح قول کے مطابق آبادی کی کوئی خاص تعداد مقرر نہیں، بس اتنے افراد موجود ہوں جنکی وجہ سے اس مقام کو قریہ کہا جا سکے، رہی یہ بات کہ اس جگہ بازار

Scanned by CamScanner

ہو یا نہ ہو تو صحیح قول کے مطابق بازار ہونا شرط نہیں ہے، اگر کوئی گاؤں مذکورہ نوعیت کا نہ ہو لیکن وہ مذکورہ نوعیت کے گاؤں سے تین میل کے اندر واقع ہو تو تبعاً اس گاؤں والوں پر بھی نمازِ جمعہ واجب ہو جائیگی، اور اگر اس سے دور واقع ہو تو وہاں کے رہنے والوں پر نمازِ جمعہ واجب نہیں ہوگی۔

۲۔ نمازِ جمعہ میں امام کے سوا کم از کم بارہ افراد ہوں جو اسی بستی کے رہنے والے ہوں اور ابتداءِ خطبہ سے لیکر نماز کے سلام پھیرنے تک شامل رہیں، اور وہ سب کے سب مالکی یا حنفی ہوں، اور اگر وہ افراد شافعی ہوں تو اس مسئلہ میں وہ فقہ حنفی یا مالکی کی تقلید کرتے ہوں، تو وہ بھی مالکی یا حنفی کے حکم میں ہونگے،

۳۔ امام مقیم ہو مسافر نہ ہو جو خطبہ بھی دے اور نماز بھی پڑھائے، لیکن اگر خطبہ دینے والے کو کوئی عذرِ شرعی پیش آجائے تو کوئی دوسرا شخص امامت کر سکتا ہے بغیر عذر کے نہیں۔

۴۔ دو خطبے ہوں، جو عربی زبان میں ہوں اور اسکا مضمون اتنے الفاظ پر مشتمل ہو جسکو اہل عرب خطبہ قرار دیتے ہوں، اور یہ خطبے زوال کے بعد مسجد میں بلند آواز سے کھڑے ہو کر پڑھے جائیں۔

۵۔ جامع مسجد ہو جو چھت والی ہو اور مسجد کی تعمیر وہاں کے عرف و عادات کے مطابق ہو نیز وہ مسجد شہر سے متصل ہو اور وہاں بلا عذر متعدد جامع مسجدیں نہ ہوں۔

جس جگہ انمیں سے کوئی ایک شرط بھی مفقود ہوگی وہاں حضرات مالکیہ کے نزدیک نمازِ جمعہ پڑھنا درست نہیں۔ (عبارات فقہاءِ مالکیہ صفحہ ۶ پر حوالہ نمبر ۹ تا ۱۷ ملاحظہ فرمائیں)

اور حضرات شوافع کے نزدیک نمازِ جمعہ صحیح ہونے کیلئے چھ شرائط ہیں جو کہ حسب ذیل ہیں:

۱۔ ظہر کا وقت ہو۔

۲۔ دارالاقامۃ ہو، دارالاقامہ سے مراد ایسی جگہ ہے جہاں لوگ وطن بنا کر مستقل طور پر رہتے ہوں، سردی گرمی کے موسم میں خانہ بدوشوں کی طرح دوسری جگہ منتقل نہ ہو جاتے ہوں اور ان کے مکانات بھی بنے ہوئے ہوں، اور وہ قریب قریب ہوں متفرق اور منتشر نہ ہوں، تو جو شہر یا گاؤں اس طرح کا ہوگا صرف اس میں یا اسکی حدود میں نمازِ جمعہ ادا کی جائیگی۔

۳۔ نمازِ جمعہ صرف ایک ہی جگہ ہو یعنی شوافع کے نزدیک نمازِ جمعہ ایک شہر یا گاؤں میں ایک ہی جگہ ادا کی جاسکتی ہے، متعدد جگہوں میں نمازِ جمعہ درست نہیں، اگرچہ شہر یا گاؤں میں متعدد

Scanned by CamScanner

مساجد موجود ہوں۔

۴۔ امام سمیت نماز میں کم از کم اکتالیس افراد شریک ہوں، جو عاقل و بالغ مرد ہوں اسمیں کوئی بھی خانہ بدوش نہ ہو اور خطبہ کے اختتام تک شریک رہیں، البتہ نماز کے شروع سے آخر تک موجود رہنا شرط ہے یا نہیں اسمیں دونوں قول موجود ہیں۔

۵۔ جماعت ہو، اکیلے نمازِ جمعہ پڑھنا درست نہیں۔

۶۔ دو خطبے ہوں۔

جس جگہ ان میں سے کوئی ایک شرط بھی مفقود ہوگی وہاں نمازِ جمعہ قائم کرنا فقہ شافعی کیمطابق درست نہیں۔ (عبارات فقہاءِ شوافع صفحہ ۹ پر حوالہ نمبر ۱۸ تا ۲۰ ملاحظہ فرمائیں)

حضرات حنابلہ کے نزدیک نمازِ جمعہ صحیح ہونیکے لئے مندرجہ ذیل چار شرطیں ہیں:

۱۔ وقت ہونا، اور انکے نزدیک نمازِ جمعہ کا وقت اس وقت سے شروع ہو جاتا ہے جس وقت عید کا وقت شروع ہوتا ہے اور زوال آفتاب کے بعد تک جاری رہتا ہے۔

۲۔ ایسا گاؤں ہو جہاں لوگ مستقل طور پر وطن بنا کر رہتے ہوں، سردی گرمی کے موسم میں خانہ بدوشوں کی طرح وہاں سے دوسری جگہ منتقل نہ ہو جاتے ہوں، نیز ان کے مکانات لکڑی، پتھر کے بنے ہوئے ہوں اور وہ قریب قریب ہوں متفرق اور زیادہ منتشر نہ ہوں بلکہ وہاں کے عرف وعادات کے مطابق ہوں۔

۳۔ امام سمیت کم از کم چالیس آدمی نمازِ جمعہ میں آخر تک شریک رہیں اور سارے اسی بستی کے رہائشی ہوں۔

۴۔ دو خطبے ہوں۔

جس مقام پر ان میں سے کوئی شرط مفقود ہوگی وہاں حنابلہ کے نزدیک نمازِ جمعہ درست نہیں۔ (عبارات فقہاءِ حنابلہ صفحہ ۱۱ پر حوالہ نمبر ۲۱ تا ۲۴ ملاحظہ فرمائیں)

اب اس تفصیل کو سامنے رکھتے ہوئے جب ہم نے سوال میں ذکر کردہ مقام کے حالات کا بغور جائزہ لیا تو یہ بات واضح ہوئی کہ وہ جگہ شہر یا فناءِ شہر میں واقع نہیں ہے، اور اس پر قریہ کبیرہ کی تعریف بھی صادق نہیں آتی، تو احناف کے نزدیک اس مقام پر نمازِ جمعہ قائم کرنا درست نہیں ہے۔ اور ائمہ ثلاثہ کے نزدیک بھی نمازِ جمعہ کیلئے ایسی بستی ضروری ہے جس میں لوگ وطن بنا کر

Scanned by CamScanner

مستقل طور پر رہائش پذیر ہوں، جبکہ مذکورہ مقام پر لوگوں کا اس طرح قیام نہیں ہے، بلکہ تقریباً سارے افراد روزانہ باہر سے آتے ہیں، اور اپنے فرائض انجام دیکر شام کو چلے جاتے ہیں، اور سیکورٹی کے جو پچاس کے قریب افراد وہاں رہتے ہیں انکا قیام بھی ایسا مستقل نہیں جسے وطن بنانا کہا جاسکے، نیز عرفی ضروریات کی چیزیں بھی وہاں پوری نہیں ہوتی ہیں، اب جبکہ مذکورہ مقام کو ائمہ ثلاثہ کی بیان کردہ تفصیلات کے مطابق قریہ قرار نہیں دیا جاسکتا تو اس مقام پر انکے نزدیک بھی نمازِ جمعہ جائز نہیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ مذکورہ مقام پر نمازِ جمعہ قائم کرنے کی شرائط نہ فقہ حنفی کیمطابق موجود ہیں نہ ائمہ ثلاثہؒ کے نزدیک لہذا مذکورہ مقام پر نمازِ جمعہ قائم کرنا بالاتفاق ناجائز ہے۔

اور ائمہ اربعہ کا استدلال منجملہ دیگر دلائل کے اس سے بھی ہے کہ حجۃ الوداع میں نویں تاریخ کو جمعہ تھا مگر عرفات میں آنحضرت ﷺ نے جمعہ کی نماز کی بجائے ظہر کی نماز پڑھائی، ظاہر ہے کہ اسکی وجہ یہی تھی کہ وہ کوئی بستی نہیں تھی، اگرچہ اس وقت تقریباً ایک لاکھ صحابہ کرامؓ شریکِ حج تھے۔

ائمہ اربعہ کے دلائل مندرجہ ذیل عربی عبارات میں دیکھے جاسکتے ہیں۔

عبارات فقہ حنفی

۱/ فی المبسوط للسرخسی (۲۳/۲)

واما الشرط فی غیر المصلی لاداء الجمعة فستة ، المصر ، والوقت ، والخطبة والجماعة والسلطان والاذن العام، اما المصر فهو شرط عندنا وقال الشافعی رضی الله عنه لیس بشرط فکل قریة یسکنها اربعون من الرجال لایظعنون عنها شتاء ولاصیفا تقام بهم اهـ ولنا قوله علیه السلام لاجمعة ولاتشریق الا فی مصر جامع اهـ ..... وظاهر المذهب فی بیان حد المصر الجامع ان یکون فیه سلطان او قاض لاقامة الحدود وتنفیذ الاحکام وقد قال بعض مشائخنا رحمهم الله ان یتمکن کل صانع ان یعیش بصنعه فیه ولایحتاج فیه الی تحول صنعة اخری وقال ابن شجاع رضی الله عنه احسن ماقیل فیه ان اهلها بحیث لو اجتمعوا فی اکبر مساجدهم لم یسعهم ذالک حتی یحتاج الی بناء مسجد الجمعة فهذا مصر جامع تقام فیه الجمعة ،لم فی ظاهر الروایة لا تجب الجمعة الا علی من سکن المصر والاریاف المتصلة بالمصر ، وعن ابی یوسف رحمه الله ان کل من سمع النداء من اهل القری القریبة من المصر فعلیه ان یشهدها وهوقول الشافعی وقال مالک من سکن من المصر علی ثلاثة امیال او دونها فعلیه ان یشهدها ..... والصحیح ماقلنا ان کل موضع یسکنه

من اذا خرج من المصر مسافرا فوصل الى ذالک الموضع كان له ان يصلى صلاة السفر فليس

عليه ان يشهد ها لان مسكنه ليس من المصر اهـ

٢/ فى البدائع (١/٢٥٩)

واما الشرائط التى ترجع الى غير المصلّى فخمسة فى ظاهر الروايات ، المصر الجامع والسّلطان والخطبة والجماعة والوقت ، اما المصر الجامع فشرط وجوب الجمعة وشرط صحة ادائها عند اصحابنا حتى لاتجب الجمعة الا على اهل المصر ومن كان ساكنا فى توابعه وكذا لايصح اداء الجمعة الا فى المصر وتوابعه فلاتجب على اهل القرى التى ليست من توابع المصر ولايصح اداء الجمعة فيها الخ

٣/ فى مجمع الانهر (١/٢٤٣)

لا يصح الا بستة شروط المصر او فناء ه والسلطان او نائبه وقت الظهر والخطبة قبلها فى وقتها والجماعة والاذن العام ، والمصر كل موضع له امير وقاض ينفذ الاحكام ويقيم الحدود وقيل مالو اجتمع اهل فى اكبر مساجد ه لايسعهم وفناؤه ماتصل به معداً لمصالح وتصح فى مصر فى مواضع هو الصحيح .

٤/ فى التنوير مع الرد (٢/١٣٧)

الاول المصر .....اوفنا ئه وهو ماتصل به فى الرد ، وعبارة القهستانى تقع فرضا فى القصبات والقرى الكبيرة التى فيها اسواق ، قال ابو القاسم هذا بلا خلاف اذا اذن الوالى او القاضى ببناء المسجد الجا مع واداء الجمعة لان هذا مجتهد فيه فاذا اتصل به الحكم صار مجمعاً عليه .....وفيما ذكر نا اشارة الى انه لاتجوز فى الصغرى (القرية الصغرى)التى ليس فيها قاض ومنبر وخطيب كذا فى المضمرات والظاهر انه اريد به الكراهة لكراهة النقل بالجماعة الاترى ان فى الجواهر لو صلى فى القرى لزمهم اداء الظهر ه و هذا اذا لم يتصل.

٥/ وفى اعلاء السنن (٨/٣٨)

واذا لم تجز الجمعة فى القرى معدم صحتها فى البرارى اولى وقد قام على ذلک الدليل ايضا هو ان النبى ﷺ لم يجمع بعرفات وقد قام الوقوف بها يوم الجمعة ففى صحيح البخارى فى باب زيادة الايمان ونقصانه فى اثر طويل قال عمر رضى الله عنه قد عرفنا ذالک اليوم والمكان الذى نزلت فيه على النبى ﷺ وهو قائم بعرفة .

٦/ فى المبسوط للامام محمدؒ (١/٣٤٥)

قلت ارايت الجمعة هل تجب على اهل السواد اهل الجبال قال لا تجب الجمعة

الأعلى اهل الامصار والمدائن قلت ارايت قوماً من اهل السواد اجتمعوا فى مسجد
هم فخطب لهم بعضهم ثم صلى بهم الجمعة لاتجزيهم صلوتهم وعليهم ان يعيد
والظهر .

٧/ فى اوجز المسالک للکاندهلوی (٢/٢٤٤)

وعن العينى للهداية ولاتقام الجمعة فى المفاوزة عند الأئمة الاربعة اهـ

٨/ فى التعليق الصبيح للکاندهلوی (٢/١٣٨)

واذا راو تجارة او لهوا انفضوا اليها وتركوک قائما الأية ، ففى هذه الأية ايماء
الى ان اقامة الجمعة مختصة بمحل التجارة وهو المصر الجامع ولهذا لاتجوز فى
الصحارى والبوادى ومناهل الأعراب بالاجماع قال ابن الهمام .....لاتجوز اقامتها
فى البرارى بالاجماع .

٩/ فى الشرح الصغير للدردير (١/٣٩٥)

وصحتها اى شروط صحتها خمسة اوله الاستيطان وهو اخص من الاقامة لأنه
الاقامة بقصد التابيد الاقامة اعمّ واليه اشار بقوله باستيطان بلد مبنية بطوب اوحجر او
غير هما او استيطان اخصاص من قصب او اعواد توم بحشيش لاخيم من شعر
اوقماش لان الغالب على اهلها الارتحال فاشبهوا المسافرين نعم ان اقاموا على
كفرسخ من بلدها وجبت عليهم تبعاً لاهله كما تقدم ومعنى كون الاستيطان شرط
صحة انه لولاه ماصحت جمعة لاحد وكماانه شرط صحة شرط وجوبا ايضاً اذلولاه
ماوجبت على احد جمعة ويشترط لهذا الشرط شرطان ، الاول كونه ببلد او خصاص
كماقدمناوالثانى كونه بجماعة تنقرى اى تقام وتستغنى بهم القرية عادة بالامن على
انفسهم والاستغناء فى معاشهم العرفى عن غير هم ولايحدون بحد كمائة او اقل او
اكثر فلو كانو الاتنقرى بهم قرية بان كانوا مستندين فى معاشهم لغير هم فان كانوا
على كفرسخ من قرية الجمعة وجبت عليهم تبعاً لهم، وان كانوا خارجين عن كفرسخ
لم تجب عليهم كاهل الخيم ولواحدث جماعة تنقرى بهم قرية بلد اعلى كفرسخ من
بلد الجمعة لوجبت عليهم الجمعة استقلالا .

والشرط الثانى :حضور اثنى عشر رجلاً للصلوٰة والخطبة ويشترط لهذاالشرط شرطان
ايضاً الاول :ان يكونوا منهم اى من اهل البلد فلا تصح من المقيمين به لنحو تجارة
اذالم يحضر ها العدد المذكور من المستوطنين بالبلد .الثانى :ان يكونوا باقين مع
الامام من اول الخطبة لسلامها اى الى السلام من صلاتها اى لصلاة جميعهم فلو

Scanned by CamScanner

فسدت صلوة واحد منهم ولو بعد سلام الامام بطلت الجمعة وفى الحاشية وحضور اثنى عشر رجلاً اى غير الامام وان يكونوا مالكيين او حنفيين او شافعيين فقلدوا واحدا منهما لان لم يقلدوا فلايصح جمعة المالكى مع اثنى عشر شافعيين لم يقلدوا لانه يشرط فى صحتهاعند هم اربعون يحفظون الفاتحة بشدّ اتها.

الشرط الثالث: الامام واليه اشاربقوله وامام مقيم فلا تصح الفاذاً ويشترط فيه الاقامة ولو لم يكن متوطناً كما اشرنااله بالوصف وان يكون هو الخاطب فلو صلى بهم غير الخاطب لم تصح الا لعذر يبيح الاستخلاف كرعاف ونقض وضوء وجب انتظاره ان قرب زوال العذر واليه اشار بقوله وكونه الخاطب الا لعذر.

الشرط الرابع: الخطبتان واليه اشار بقوله وبخطبتين بشروط ستة، اشار لأولها بقوله (من قيام) وقيل القيام فيها سنة والاول قول الاكثر والاظهر انه واجب غير شرط فان جلس اثم وصحت وثانيها ان يكون بعد الزوال فان تقدمتا عليه لم يجز، وثالثهاان يكونا مماتسميه العرب خطبة ولو سجعتين نحو اتقواالله فيماامرو انتهوا عما عنه نهى وزجر فان سبح او هلل او كبر لم يجزه. رابعها داخل المسجد فلو خطبهماخارجه لم يصحا، وبقى شرطان ان يجهر بهما وان يكونابالعربية ولولا عجميين اهـ

الشرط الخامس، الجامع واليه اشار بقوله وبجامع فلاتصح فى البيوت ولا فى براح من الارض ولا فى خان ولافى رحبة دار وله شروط اربعة، ان يكون مبنياوان يكون بناءه على عادتهم وان يكون متحدا ومتصلا بالبلد واليه اشاربقوله منى فلاتصح فيماحوط عليه بزرب واحجار او طوب من غيربناء على عادتهم اى اهل البلد فيشمل بناءه من بوص لاهل الأخصاص لابغير هم متحداً بالبلد اهـ

١٠/ فى المدونة الكبرى (٢٣٣/١)

قال: وقال مالك فى القرية المجتمعة التى قد اتصلت دورها كان عليها وال او لم يكن قال ارى ان يجمعوا الجمعة قلت فهل حد مالك فى عظم القرية حدا قال لا، انه قال مثل المناهل التى بين مكة والمدينة مثل الروحاء واشباهها قال وقد سمعته مرّة يقول فى القرى المتصلة البنيا ن التى يكون فيها الاسواق يجمع اهلها و قد سمعته غير مرة يقول فى القرى المتصلة البنيان يجمع اهلها ولم يذكر الاسواق قال وقد سئله اهل المغرب عن الخصوص المتصلة وهم جماعة واتصال تلك الخصوص كاتصال البيوت وقالوا ليس لنا والٍ، قالوا يجمعون الجمعة وان لم يكن لهم والٍ

١١/ فى الفواكه الدوانى (٢٦٦/١)

قال خليل ولزمت المكلف الحر بلاعذر المتوطن وان بقريه نائية بكفر سمع من المنار وقولنا فى شرط الصحة انه يكفى حضور اثنى عشر الخ لاينافى اشتراط كثرة

Scanned by CamScanner

الجماعة فی فعل الجمعة بحیث یمکنهم الاقامة علی التابید مع الامن والقدرة علی الذبّ عن انفسهم لان وجود من تقری به القریة شرط فی وجوب مشروعیتها علی اهل ذلک الموضع ویطالبون بحضورها فان لم یحضر منهم الخطبة والصلاة الاّ اثنی عشر غیر الامام صحت اهـ وکذا فی الذخیرة (۳۳۲/۲)

۱۲/ فی حاشیة الدسوقی علی الشرح الکبیر (۲۷۷/۱)

فتجوز باثنی عشر رجلا احرارا متوطنین غیر الامام باقین مع الامام بحیث لم تفسد صلوة واحد منهم بسلامها ای الی سلامهم منها، قوله غیر الامام ، ای وان یکونوا مالیکیین او حنفیین او شافعیین قلدوا واحدا منهما لا ان لم یقلدوا، فلاتصح جمعة المالکی مع اثنی عشر شافعیین لم یقلدوا لانه یشترط فی صحتها عندهم اربعون یحفظون الفاتحة بشداتها الخ

۱۳/ فی حاشیة الخرشی علی مختصر سیدی خلیل (۷۶/۲)

قوله فتجوز باثنی عشر)احرار ذکورا متوطنین بها مالکیین او حنفیین کشافعین قلدوا واحدا فیما ذکر ، لا ان لم یقلدوا فلا تصح جمعة المالکی باثنی عشر شافعیین لم یقلدوا لانه یشترط فی صحتها عندهم اربعون یحفظون الفاتحة بشداتها الخ

۱۴/ فی الذخیرة للقرافی (۳۳۹/۲)

الشرط الخامس الاستیطان وفی الکتاب یجمع فی القریة ذات الاسواق قال سند مقتضی المذهب اشتراط السوق فی القریة لتوقف الاستیطان علیه عادةً قال فلو مرت جماعة بقریة خالیة ینزلونها شهرین قال ابن قاسم ان اقاموا ستة اشهر جمعوا والافلا، قال الباجی ان عللنا بالاستیطان لم یجمعوا او بالاقامة جمعوا والاول اظهر فان اهل العمود مقیمون ولا یجمعون .

۱۵/ فی المونة للقاضی عبد الوهاب البغدادی (۳۰۱/۱)

فصل : وجوب الجمعة علی اهل القریٰ والامصار وانما سوینا بین المصر والقری الصغار والکبار فی وجوب الجمعة علی اهلها اذا کانت القریة من البنیان واجتماع الناس فیها علی صفة یمکن الاقامة والاستیطان فیها، خلافاً لابی حنیفة فی قوله انها لاتجب علی اهل القریٰ ولاتجب الافی مصر ، لقوله علیه السلام الجمعة علی کل مسلم وروی الجمعة فی کل قریة وان لم یکن فیها الا اربعة والمقصود من هذا ضرب المثل ان صغرها لایمنع اقامة الجمعة فیها وروی ابن عباس ان اول جمعة فی الاسلام بعد جمعة جمعت فی مسجد رسول الله ﷺ فی قریه یقال لها جوائی من قریٰ البحرین ولانها اقامة صلوة فلم یکن من شروطها المصر کسائر الصلوات واعتبارا بالمصر بعلة انه موضع بنی للاقامة والاستیطان وکون اهله عدد اینعقد بهم

الجمعة .

١٦/ فی مواهب الجلیل لشرح مختصر الخلیل (١٦٣/٢)

وقال الابی معنی یمکنهم الثواء یدفعون عن انفسهم ، انتهی ، وقال فی المدونة ویصلی الجمعة اهل القریٰ المتصلة البنیان کالروحا او ماشبهها و کذالک اهل الخصوص کان علیهم وال او لم یکن وقال مرة القریة المتصلة البنیان التی فیها الاسواق یجمع اهلها ومرة لم یذکر الاسواق انتهی ،

قال الابی فی شرح مسلم الصحیح عدم اشتراط السوق والما ذکر ها مالکلانها مظنة لکثرة الناس الذین تتقری بهم القریة فلو اجتمع من تتقری بهم قریة ولاسوق عند هم جمعوا ، قال واما اتصال البنیان فشرط ولولم تتصل کدور جربة ودور جبال الغرب لم یجمعوا وقعت الفتیا والاظهر انهم ان کانوا من القرب بحیث یرتفق بعضهم ببعض فی ضروریاتهم ، والدفع عن انفسهم جمعوا وهم کذالک بحکم القریة المتصلة البنیان .

وفیه ایضاً (١٥٩/٢) باستیطان بلد ابن بشیر من شروط اداء الجمعة موضع استیطان والمشهور انه لایشترط ان یکون مصرا بل یجمع فی القریٰ اذاامکن فیها مداومة الثواء واستغنوا عن غیرهم وحصلت بجماعتهم اقامة ابهة الاسلام الخ

١٧/ فی الفواکه الدوانی (ج ١/٢٦٦)

وصلوة الجمعة بالمصروجوب الفرائض العینیة ..... وکذالک تجب باالقریٰ المتصلة البنیان ذات الجماعة وهذا مذهب مالک ..... وبجامع وان تعدد فالجمعة للعتیق الاان یکون البلد کبیرا بحیث یعسر اجتماعهم فی محل ولاطریق بجوازه تمکن الصلوة فیهافیجوز حینئذ تعدده بحسب الحاجة کما ارتضاه بعض شیوخ المذهب .

عبارات الفقه الشافعی

١٨/ فی فتح العزیز شرح الوجیز للرافعی علی النووی (٤٨٥/٤)

الباب الاول فی شروط الصحة ، احدها الوقت فلا مدخل فی القضاء فی الجمعة علی صورتها بالاتفاق بخلاف سائر الصلوات فان الوقت لیس شرطا فی نفسها وانما هو شرط فی ابقاعها اداء ووقتها وقت الظهر خلافا لاحمد حیث قال یجوز فعلها قبل الزوال .

الثانی : دار الاقامة فلا تقام الجمعة فی الصحاری ولافی الخیام بل تقام فی خطة قریة او بلدة الی حدٍ یترخص المسافر اذا انتهی الیه ، یشترط اقامة الجمعة فی دار الاقامة خلافا لابی حنیفة حیث قال یجوز اقامتها خارج البلد حیث تقام صلوة العید وبه قال

احمد ..... والمراد من دار لاقامة الابنية يستوطنها المقيمون للجمعة سواء فى ذالك البلد والقرئ والاسراب التى تتخذ وطنا ،

والثالث :(ص:٤٩٧)ان لاتكون الجمعة مسبوقة بجمعة اخرى فلو عقدت جمعتان فالتى تقدم تكبيرها هى الصحيحة وقيل العبرة بتقديم السلام وقيل بتقديم اول الخطبة فان كا ن السلطان فى الثانية فهو الصحيحة على احد الوجهين لكيلا تقدر كل شرذمة على تفويت الجمعة على الاكثرين وان وقعت الجمعتان معا تدافعتا فستانف واحدة ..... وقال الشافعىؒ ولايجمع فى مصر وان عظم وكثرت مساجده الا فى مسجد واحد و ذلك لأن النبى ﷺ والخلفاء بعده لم يفعلوا الا كذلك واذالم تجز اذامتها فى مساجد البلد كسائر الجماعات واحتمل تعطل المساجد عرف ان المقصود اظهار شعائر الاجتماع و اتفاق كلمة المسلمين فليقتصر على الواحد لانه افضى الى هذا المقصود اهـ

قال الرابع :(ص: ٥١٠) العدد فلا تنعقد الجمعة باقل من اربعين ذكور مكلفين احرار مقيمين لايظعنون شتاء ولاصيفا الالحاجة والامام هو الحادى والاربعون على احد الوجهين ، لاتنعقد الجمعة باقل من اربعين وبه قال احمد خلافالابى حنيفة حيث قال تنعقد باربعة احدهم للامام واختلفت رواية اصحابنا عن مالك فمنهم من روى عنه مثل مذهبنا ومنهم من روى ان الا عتبار بعد د يعد بهم الموضع قرية ويمكنهم الاقامة فيه يكون بينهم البيع والشراء اهـ ..... قال فلوا انفض القوم فى الخطبة لم يجز لان اسماعها اربعين رجلاً واجب ..... وفى اشتراط الاربعين فى الصلوٰة من الابتداء الى آخر الصلوٰة فيه خلاف .....

والخامس : (٥٣٥)الجماعة فلا يصح الانفراد بالجمعة ولا يشترط حضور السلطان فى جماعتها ولا اذنه اهـ

قال الشرط السادس : (٥٧٦) الخطبة واركانها خمسة اهـ

١٩/ فى المجموع شرح المهذب للنووى (٤/٥٠١)

ولاتصح الجمعة الامن ابنية يستوطنها من تنعقد بهم الجمعة من بلدٍ او قرية لانهم لم تقم الجمعة فى عهد رسول الله ﷺ ولافى ايام الخلفاء الا فى بلد او قرية ولم ينقل انها اقيمت فى بدوفان خرج اهل البلد الى خارج البلد فصلوا الجمعة لم يجز لانه ليس بوطن فلم تصح فيه الجمعة كالبدو ..... ولاتصح الجمعة الا باربعين نفسا لما روى جابر قال مضت السنة ان فى كل ثلاثة اماما وفى كل اربعين فمافوق ذالك جمعة واضحى وفطر ومن شرط العدد ان يكونوا رجلا احرارامقيمين فى الموضع.

٢٠/ وفى الحاوى الكبير للماوردى (٢/٤٠٨)

فاما المكان مذهبنا انها تنعقد فى الامصار والقرئ اذا كانت القرية مجتمعة البناء

Scanned by CamScanner

وكان له عدد تنعقد به الجمعة وهم اربعون وهم لا يظعنون عنها شتاء ولاشتاء ولا صيفا الا ظعن حاجة وبه قال من الصحابة عمر وابن عمر ابن عباس من الفقهاء مالک واحمد بن حنبل و قال الامام ابو حنيفة لاتجب الجمعة على اهل القرى ..... وان كانت مساكنهم خياما او بيوت شعر او من سعف او قصب فلا جمعة عنهم لان هذه المنازل ليست اوطانا لابنية و كذا كانوا اهل منازل متفرقة وبنيان متباعده غير مجتمعة ولا متصلة لان هولاء فى حكم المقيمين لا المستوطنين لان الاوطان ما اجتمعت والجمعة لا تعقد با لمقيم حتى يكون مستوطناً اهـ

عبارات فقهاء حنبلی

۲۱ / فی کشاف القناع للبهوتی (۲/۲۷)

فصل : يشترط لصحتها اى الجمعة اربعة شروط احدها الوقت لأنها مقدرة فلا تشرع لها كبقية المقدرات فلا تصح قبله اى قبل الوقت ولا بعده اجماعاً واوله اى اول وقت الجمعة ، اول وقت صلاة العيد نصا لقوله عبد الله بن سيد ان السلمى قال شهدت الجمعة مع ابى بكر فكانت خطبته وصلاته قبل نصف النهار ثم شهدتها مع عمر فكانت خطبته وصلوته الى ان اقول قد انتصف النهار ،ثم شهدتها مع عثمان فكانت صلوته وخطبته الى ان اقول قد زال النهار فمارأيت احداعاب ذالک ولا انكره رواه الدارقطنى واحمد ..... الثانى ان يكونوا بقرية مجتمعة البناء بما جرت العادة بالبناء به من حجر اولبن اوطين او قصب او شجر لانه عليه السلام كتب الى قرى عرينة ان يصلوا الجمعة ، وقوله مجتمعة البناء قال فى مبدع اعتبر احمد فى رواية بن القاسم اجتماع المنازل فى القرية ..... والصحيح ان التفريق اذا لم تجربه العادة لم تصح فيها الجمعة زاد فى الشرح الان يجتمع منها مايسكنه اربعون تجب بهم الجمعة ويتبعهم الباقون .....

قال ابن التميم والمجدفى قر وعه وربض البلد له حكمه وان كان بينهما فرجة فيحمل قوله مجتمعة البناء على ان لاتكون متفرقة بما يخرج عن العادة كما يعلم مما يأتى فى كلامه يستوطنها اربعون فاكثر ولو بالامام من اهل وجوبها اى وجوب الجمعة ..... استيطان الدائمة لا يظعنون اى يرحلون عنها صيفا ولاشتاء لأن ذالک هو الاستيطان فلا تجب الجمعة ولا تصح من مستوطن بغير بناء كبيوت الشعر والخيام والخراكى ونحو ها لان ذالک لم يقصد للاستيطان غالبا ولاتجب ولا تصح فى بلد يسكنها اهلها بعض السنة دون بعض لعدم الاقامة ..... او بلد فيها دون العدد المعتبر فلا جمعة عليهم لعدم صحتها منهم او بلد متفرقة بمالم تجر العادة به اى تفرقا كثيرا

Scanned by CamScanner

غیر معتاد ولو شملها اسم واحد لعدم الاجتماع اهـ

الثالث: حضور اربعین فاکثر من اهل القریة بالامام لما تقدم من حدیث کعب وقال احمد بعث النبی ﷺ مصعب بن عمیر الی اهل المدینة فلما کان یوم جمعة جمع بهم وکانوا اربعین وکانوا اول جمعة جمعت بالمدینة ، ولو کان بعضهم ای للاربعین خرساً او صماً لانهم من اهل الوجوب ولاتنعقد الجمعة باقل منهم ای من اربعین لما تقدم ..... فان نقصوا عن اربعین قبل اتمامها ای الجمعة استانفوا ظهرا نصا ولم یتموا ها جمعةً لان العدد شرط فاعتبر فی جمعها کالطهارة اهـ

الرابع: من شروط الجمعة، ان یتقدمها خطبتان لقوله تعالی "فاسعوا الی ذکرالله" والذکر هو الخطبة اهـ

۲۲/ فی الواضح (۱۲۴)

من شروط صحة الجمعة ان تکون بقریة مبنیة بماجرت عادة اهلها به ولو من قصب او حجر او خشب فما اما الخیام وبیوت الشعر فلا جمعة لهم وان یستوطن هذه القریة اربعون رجلاً ولو بالامام من اهل وجوبها استیطان اقامة لایرحلون عنها صیفا ولاشتاء لان ذالک هو الاستیطان .

۲۳/ فی الشرح الکبیر علی المغنی (۲/۰۷۱)

مسئلة : الثانی ان تکون بقریة یستوطنها اربعون من اهل وجوبها فلا تجوز اقامتها فی غیر ذالک ، الاستیطان شرط لصحة الجمعة فی قول اکثر اهل العلم وهو الاقامة فی قریة مبنیة بما جرت به العادة بالبناء به من حجر او طین او لبن او قصب او شجر ونحوه فلا یظعنون عنها صیفا ولا شتاء ولان هوا لاستیطان غالبا

۲۴ / فی المغنی لابن قدامة (۳/۲۰۳)

فاما اهل الخیام وبیوت الشعر والخرکاآت فلا جمعة علیهم وتصح منهم لان ذالک لاینصب للاستیطان غالباً وکذا کانت قبائل العرب حول المدینة فلم یقیموا جمعة ولا امر بهم النبی ﷺ ولو کان ذالک لم یخف ولم یترک نقله مع کثرته وعموم البلوی به اهـ

الاحادیث والآثار

۲۶/ فی الصحیح للبخاری : (ج۱/۱۱)

عن عمر ابن خطاب رضی الله عنه انّ رجلاً من الیهود قال له یاامیر المؤمنین آیة فی کتابکم تقرؤنها لو علینا معشر الیهود نزلت لاتخذنا ذالک الیوم عید اقال عمرؓ قد عرفناذالک الیوم والمکان الذی نزلت فیه علی النبی ﷺ وهو قائم بعرفة یوم الجمعة .

۲۷/ فی الصحیح للمسلم (۱/۳۹۷)

فاجاز رسول الله ﷺ حتی اتی بعرفة فوجد القبة قد ضربت له بنمرة ثم اذّن ثم اقام فصلی الظهر ثم اقام فصلی العصر ولم یصل بینهما شیئاً .

Scanned by CamScanner

رجسٹر نقل فتاوی جا

فتوی نمبر مع رجسٹر نمبر	تاریخ نقل فتاوی	نام و پتہ مستفتی	صفحہ	مضمون سوال وجواب

۲۸/ الصحیح لمسلم (۲۸۰/۱)

عن عائشة رضی الله عنها انها قالت كان الناس ينتابون الجمعة من منازلهم ومن العوالی فيأتون فی الغباء ويصيبهم الغبار فتخرج منهم الريح فاتی رسول الله ﷺ انسان منهم وهو عندی فقال رسول الله ﷺ لو انكم تطهرتم ليومكم هذا .

۲۹/ فی مصنف ابن ابی شیبه (۱۰/۲)

عن مغيرة عن ابراهيم قال كانوا لا يجمعون فی العساكر . وعن ابی بكر بن محمد انه ارسل الی اهل ذی الحليفة ان لا تجمعوا بها وان تدخلوا الی المسجد مسجد رسول الله ﷺ .

۳۰/ فی مصنف عبد الرزاق (ج ۱۶۹/۳)

عن ابی بكر بن محمد بن حزم انه امر اهل قباء واهل ذی الحليفة واهل القری الصغار حوله ان لا تجمعوا وان تشهدوا الجمعة بالمدينة .

۳۱/ فی المبدع فی شرح المقنع (ج ۱۴۰/۲)

وفی الكافی ..... قال ابراهيم كانوا يقيمون بالری السنة واكثر وبسجستان السنين لا يجمعون ولا يشرقون رواه سعيد ولا جمعة بمنی وعرفة نص عليه .

واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم وعلمہ اتم واحکم

محمد عبد المنان عفی عنہ

محمد عبد المنان

دار الافتاء جامعہ دار العلوم کراچی ۱۴

۱۴۲۳/۱/۱۵ھ

الجواب صحیح

محرر فیع عثمانی عفا اللہ عنہ

۱۶/۱/۱۴۲۳ھ

۳۰ مارچ ۲۰۰۲ء

الجواب صحیح

احقر محمد اشرف غفر اللہ

۱۷/۱/۱۴۲۳ھ

الجواب صحیح

عبد محمد تقی عثمانی عفی عنہ

۱۷-۱-۱۴۲۳ھ

الجواب صحیح

عبد الرؤف سکھروی

دار الافتاء - دار العلوم کراچی ۱۴

۱۷-۱-۱۴۲۳ھ

الجواب صحیح

احمد علی تھانوی

۱۷ محرم الحرام ۱۴۲۳

الجواب صحیح

عبد محمد عبد اللہ عفی عنہ

۱۶-۱-۱۴۲۳ھ

دار الافتاء

فتوی نمبر ۵۳۱

نائب مفتی

مفتی

Scanned by CamScanner